ابو سلمان شاہجہانپوری

معارف عبید اللّٰہی

افکار و سوانح ٭ تحریک و مسلک ولی اللّٰہی ٭ تراجم و شروح ٭ تفاسیر قرآنی

افکار و سوانح

افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی مرتب: پروفیسر محمد سرور

صفحات ۵۱۱ اشاعت: ۱۹۷۲ء مطبع: پنجاب آرٹ پریس، لاہور

ناشر: سندھ ساگر اکادمی لاہور

مولانا سندھی پر سرور صاحب کی پہلی کتاب ۱۹۴۳ء میں "مولانا سندھی: حالات زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار" کے نام سے شائع ہوئی تھی، اس وقت انھوں نے مولانا کے بہت سے ملفوظات وافادات کو عدم گنجائش وقت کے خیال سے کتاب میں شامل نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد بھی مولانا سندھی مرحوم کی وفات (۲۲ اگست ۱۹۴۴ء) تک تقریباً ایک سال انھیں مولانا کی صحبت سے استفادے کا موقع ملا اور وہ مولانا مرحوم کے افادات و ملفوظات کو اپنی یادداشتوں میں قلم بند کرتے رہے۔ ایک مدت سے وہ ان جواہر ریزوں کو مرتب کر دینے کا ارادہ کر رہے تھے لیکن اس کا انھیں موقع اس وقت ملا جب وہ جولائی ۱۹۶۷ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

ے سبک دوش ہوے

زیر نظر کتاب مولانا سندھی کے انھیں افادات و ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ [illegible] نے صرف یہی نہیں کیا کہ صرف انھیں مرتب کر دیا ہے بلکہ ان کے تعارف و تشریح [illegible] کا انجام دیا ہے اور اس سیاسی و سماجی اور دینی و فکری پس منظر کی وضاحت بھی کی ہے، جس کے بغیر ان افادات کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ فاضل مؤلف نے مولانا سندھی کی دوسری تحریروں، خطبوں وغیرہ سے بھی مولانا کے ان افادات و ملفوظات کی وضاحت و تشریح [illegible] کام لیا ہے۔ مؤلف کے اس طریقۂ تالیف نے کتاب کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے [illegible] سے اس کے درجۂ استناد میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

کتاب کے ابتدائی چند ابواب میں مؤلف نے مولانا سندھی سے اپنے ابتدائی تعلقات اور تعلقات کے علاوہ مکہ معظمہ میں مولانا کی علمی و سیاسی دلچسپیاں، وطن واپسی اور ہندو دینی کے دینی حلقوں میں تہلکہ، جامعہ ملیہ دہلی میں بیت الحکمت کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد، برصغیر کے علمی و فکری مراکز اور سیاسی اجتماعات میں شرکت، سوشلزم اور مذہب اور برصغیر کے علمی، فکری اور سیاسی اکابر اسلاف اور معاصر شخصیات کے بارے میں مولانا کے افکار و افادات پیش کیے گئے ہیں۔ آخری باب ملفوظات کے عنوان سے ہے، جس میں عقائد و احکام اسلامی، تاریخ و سیاست، مذہب و معیشت، دینی و فکری تحریکات و اجتماعات وغیرہ بیسیوں مسائل و مباحث کے بارے میں مولانا سندھی کے ملفوظات کو مرتب کر دیا گیا ہے۔

پوری کتاب نہایت علمی اور فکر انگیز معلومات و مباحث پر مشتمل ہے، اس سے مولانا سندھی کی زندگی کے مختلف ادوار، سوانح حیات، خدمات اور ذہنی و فکری کمالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

امالی عبیدیہ

مرتب: شیخ بشیر احمد لودھیانوی

فاضل مرتب کو ایک مدت تک مولانا سندھی مرحوم سے استفادے کا موقع ملا ہے [illegible] ۱۹۴۱ء

لے کتاب [illegible] علمی حیثیت، مباحث اور افادات [illegible] اہمیت نے تعارف [illegible] ایک مفصل [illegible] ماہنامہ الولی حیدرآباد (جولائی، ستمبر، اکتوبر [illegible] ۱۹۰۰ء) کی چار اشاعتوں میں ذکر کر چکا ہوں۔

مسلسل تین ... وہ شناسی طور پر مولانا مرحوم کی صحبت، درس و تدریس اور مجالس علمیہ سے مستفید ہوئے۔ فاضل لودھیانوی نے مولانا کے افادات کے ایک ایک لفظ کو محفوظ کر لینے کی کوشش کی اور وہ اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ مولانا مرحوم کے یہ افادات قرآن حکیم کے مطالب و تعلیمات کے علاوہ بیشتر دوسرے علمی، دینی، سیاسی، تاریخی، تہذیبی اور مختلف علوم و فنون علمیہ پر مشتمل ہیں۔ مولانا مرحوم کے تفسیری افادات پر مشتمل قرآن حکیم کی مختلف سورتوں کی تشریحات فاضل مرتب شائع فرما چکے ہیں اور تقریباً تین ہزار صفحوں پر مشتمل ایک بڑا ذخیرہ ابھی تک غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ یہ افادات پانچ جلدوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان افادات کے کچھ نمونے فاضل لودھیانوی صاحب نے ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۵ء میں ہفت روزہ چٹان لاہور کی آٹھ دس قسطوں میں شائع بھی کرائے ہیں۔

یہ افادات علم و حکمت کے موتی، مولانا سندھی مرحوم کے مطالعے اور نظر و تدبر کا حاصل اور ان کے مشاہدات و تجربات کا نچوڑ ہیں۔ ان کی اشاعت، جب بھی ہو علم و دین کی عظیم الشان خدمت ہوگی اور ان سے مولانا کی علمی رفعت، فکر و نظر کی بلندی اور مطالعہ و مشاہدہ کی وسعت کا اندازہ ہوگا۔

تعلیمات مولانا عبید اللہ سندھی مرتب: پروفیسر محمد سرور

صفحات: ۱۵۲ اشاعت: ۱۹۵۵ء مطبع: گیلانی الیکٹرک پریس، لاہور

ناشر: سندھ ساگر اکادمی، لاہور

یہ رسالہ محمد سرور صاحب کی کتاب "مولانا عبید اللہ سندھی — حالات زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار" کی تلخیص ہے۔ اصل کتاب کے عنوانات میں سے بیشتر لفظ کے علاوہ مندرجہ ذیل عنوانات پر مولانا کے خیالات کو نکال دیا گیا ہے:

"اسلام، تصوف، اسلامی ہندوستان، اکبر اعظم، اورنگزیب عالمگیر، ولی اللہی سیاسی تحریک۔"

ان کے علاوہ اصل کتاب میں "مولانا سندھی کا ایک تاریخی سیاسی منشور" کے عنوان سے جو تحریر دیا گیا ہے وہ بھی اس میں شامل نہیں ہے۔

اس رسالے میں "آزادی کی جد وجہد" کے عنوان سے وہی مضمون ہے جو اصل کتاب میں "انڈین نیشنل کانگریس" کے عنوان سے ہے۔

خطباتِ مولانا عبید اللہ سندھی

مکتبہ بیت الحکمت لاہور نے مولانا سندھی مرحوم کے خطبات کا یہ مجموعہ شائع کیا تھا۔ اس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ

> "جن میں حضرت مولانا نے ہندوستانی نوجوانوں کے سامنے فکر و عمل کی نئی راہیں کھول دی ہیں اور امید و انقلاب کا وہ پیغام دیا ہے جو جمود کو توڑ کر دلوں میں ہلچل ڈال دیتا ہے۔"[1]

خطبات کے بارے میں کوئی علم نہیں ہو سکا کہ کون کون سے خطبات اس میں شامل ہیں البتہ خطبات کا یہ مجموعہ قیام پاکستان سے قبل شائع ہوا تھا۔

خطبات و مقالات مولانا عُبید اللہ سندھی

مرتب:- محمد سرور

صفحات:- ۲۸۵ اشاعت دوم:- ۱۹۷۰ء مطبع:- اُردو ڈائجسٹ پرنٹرز، لاہور

ناشر:- سندھ ساگر اکادمی، لاہور

زیر نظر مجموعے میں پانچ خطبے اور آٹھ مقالے ہیں۔ شروع میں "میری زندگی" کے عنوان سے مولانا مرحوم کے خود نوشت حالات زندگی بھی شامل ہیں۔ یہ مولانا کے وہی حالات زندگی ہیں جو "کابل میں سات سال" کے آخر میں شامل ہیں۔

خطبات و مقالات کا یہ مجموعہ پروفیسر محمد سرور صاحب نے مرتب کیا ہے اور اس پر ایک نہایت مدلل اور مفصل مقدمہ تحریر کیا ہے جس سے مولانا سندھی مرحوم کے افکار اور ان کے کاموں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خطبات و مقالات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

خطبات

۱- خطبۂ صدارت اجلاس جمیعت علمائے صوبہ بنگال - منعقدہ کلکتہ ۱۳ جون ۱۹۳۹ء

---

[1] اشتہار بر صفحہ آخر گرد پوش دستور انقلاب، ناشر مکتبہ بیت الحکمت لاہور

۲- خطبۂ افتتاحیہ ٹھٹھ (سندھ) ضلع کانگریس کمیٹی کانفرنس منعقدہ ٹھٹھ ۱۳ر جولائی ۱۹۴۰ء

۳- خطبۂ صدارت انٹی سپریشن کانفرنس منعقدہ کمبا کونم (صوبہ مدراس) جون ۱۹۴۱ء

۴- خطبۂ صدارت اجلاس جمعیۃ الطلبہ سندھ، منعقدہ حیدرآباد (سندھ) ۱۷ر اپریل ۱۹۴۴ء

۵- خطبۂ افتتاحیہ محمد قاسم ولی اللہ تھیوسوفیکل اسکول شہدادنگر (ضلع لاڑکانہ سندھ) اگست ۱۹۴۴ء

یہ مولانا مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آخری تحریر ہے جو انتقال سے دو روز قبل ۲۰ر اگست کو لکھی تھی اور خود ہی چھپوا کر شہدادنگر (شہدادکوٹ) کو ایک طالب علم کے ہاتھ بھیج دی تھی۔ مولانا سخت بیماری کی وجہ سے اس افتتاحی اجلاس میں خود شرکت نہیں فرما سکے تھے۔

مقالات

۱- جمنا، نربدا، سندھ ساگر پارٹی کا اساسی پروگرام - تاریخ تحریر :- ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۹ء

ہندوستان کی آزادی اور مستقبل میں مسلمانوں کی آئینی حیثیت کے بارے میں مولانا کا سیاسی پروگرام، جسے مولانا کانگریس میں مذکورہ پارٹی قائم کرکے بروئے کار لانا چاہتے تھے۔

۲- جمعیۃ خدام کعبہ - تاریخ تحریر :- ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۹ء

جمعیۃ علمائے ہند کا ایک مستقل شعبہ، جو اسلامی فلاسفی اور تعلیم و اشاعت کے لیے مخصوص کیا گیا تھا، اس کے اصول و مقاصد کی تشریح۔

۳- قومی اجتماع ہند

انڈین نیشنل کانگریس کے بارے میں ایک نہایت اہم بحث کہ کانگریس نیشنل ہے یا انٹرنیشنل؟

۴- ہم کیا چاہتے ہیں؟ تاریخ تحریر :- ۲ر ستمبر ۱۹۴۰ء

جلاوطنی سے واپسی کے بعد ہندوستان میں سیاسی پروگرام کی وضاحت - جمنا، نربدا، سندھ ساگر پارٹی کے اصول و مقاصد اور طریقۂ کار کا تعارف۔

۵- یادگار شیخ الہندؒ کا افتتاح - تاریخ تحریر :- ۱۷ر نومبر ۱۹۴۰ء

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی یاد میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم و معارف کی تحقیق و تعلیم کے لیے بیت الحکمت (جامعہ ملیہ - دہلی) کے قیام کا اعلان اور

اس کے اغراض و مقاصد اور طریقۂ کار کا تعارف

۶۔ بیت الحکمت تاریخ تحریر:۔ ۱۰ ر فروری ۱۹۴۲ء

حکمت امام ولی اللہ دہلوی کی مرکزی تعلیم گاہ کی ضرورت اور اس کے اغراض و مقاصد کا تعارف۔

۷۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ۔۔ استدراک و تصحیح

مولانا مرحوم کا یہ مضمون ماہنامہ برھان دہلی بابت ماہ مئی ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا تھا، اس میں مولانا نے اس عنوان کے اپنے پہلے مقالے (جو کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے) پر کچھ اضافہ، تصحیح اور بعض باتوں کی توضیح فرمائی ہے۔

۸۔ ایک تاریخی سیاسی منشور تاریخ تحریر:۔ ستمبر ۱۹۲۴ء

مولانا سندھی مرحوم کا یہ وہی سیاسی منشور ہے جو انھوں نے قیام ترکی کے زمانے میں مرتب کیا تھا اور وہیں سے اردو میں "سرو راجی نظام اور مہابھارت سرو راجیہ پارٹی کے پروگرام" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ مولانا کے اس منشور کا تذکرہ الگ اور مستقل حیثیت سے کیا گیا ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم و مغفور کے سیاسی افکار کے مطالعے میں یہ مجموعۂ خطبات و مقالات نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے کہ یہ تمام خطبات و مقالات مولانا مرحوم کے اپنے قلم سے ہیں۔

درجہ نو آبادیات مرتب:۔ بشیر احمد

صفحات:۔ ۱۶ سالِ اشاعت:۔ ۱۹۴۵ء مطبع گیلانی پریس لاہور ناشر:۔ مکتبہ بیت الحکمت لاہور

حوالہ:۔ کتب خانہ محمد ایوب قادری کراچی

بشیر احمد صاحب نے پیش لفظ میں اس کے مقصد تحریر کے بارے میں لکھا ہے:۔

"اس مختصر رسالے میں "محمد قاسم ولی اللہ سوسائٹی" سیاسیاتِ ہند کے ایک نہایت پیچیدہ اور اہم مسئلے پر آزمائشی لائحہ عمل پیش کرتی ہے، اور ملک کے سنجیدہ طبقے کو جو حقائق کی روشنی میں سوچ سکتا ہے، دعوتِ فکر دیتی ہے۔ ..... یہ پمفلٹ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے

ان خیالات کی بنیاد پر لکھا گیا ہے جو انھوں نے اپنی جلاوطنی کے دوران میں ۱۹۲۴ء میں استنبول (قسطنطنیہ) سے ۱۹۳۹ء میں ہندستان واپس تشریف لاکر ظاہر فرمائے۔ یہ رسالہ آپ کے چھپن ۵۶ سالہ گہرے اسلامی اور سیاسی مطالعے اور عمل کا نتیجہ ہیں اور ایک مستقل سیاسی پروگرام کا جزء ہیں جو آپ نے جمنا، نربدا، سندھ ساگر پارٹی کے پروگرام کے نام سے ۱۹۳۹ء میں شائع فرمایا تھا۔ بین الاقوامی سیاست کا جو اثر ہندستان پر رہا ہے، اس کا رجحان ان خیالات کی بہت تائید کرتا ہے، اس لیے ان پر غور کرنا ہر ایک سیاسی کارکن کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ان کو جماعتی تعصبات کی نذر کرنا ہندستانیوں کے لیے بالعموم اور ہندستانی مسلمانوں کے لیے بالخصوص بہت خطرناک ہوگا۔ اس لیے ان پر جماعتی نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ بین الاقوامی اور ہندستانی سیاست کے نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے۔"

دی کانسٹی ٹیوشن آف دی فیڈریلیٹڈ آف انڈیا   مترجم: ظفر حسن ایبک

انگریزی میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کا یہ وہی سیاسی پروگرام ہے جس کا تذکرہ اس مضمون میں "سروراجی نظام" کے نام سے کیا گیا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں اس میں تھوڑی سی تبدیلیوں کے بعد استنبول (ترکی) ہی سے شائع ہوا تھا۔

ذاتی ڈائری   مرتب: مولانا عبد اللہ لغاری

مولانا عبد اللہ لغاری حضرت مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے ارشد تلامذہ اور سفر کابل کے رفقاء میں سے تھے۔ انھیں نہ صرف کابل میں ایک مدت تک مولانا کی معیت کا شرف حاصل رہا بلکہ بہ زمانہ قیام مکہ مکرمہ بھی انھیں مولانا سے استفادے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا سندھی مرحوم کی ذاتی ڈائری جو کابل، ماسکو، ترکی اور حجاز میں قیام و مشاغل کی علمی، سیاسی، تاریخی، یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ مولانا لغاری مرحوم کی کوششوں سے مرتب ہوگئی ہے، اس کی زبان کی تنقیح ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے فرمائی ہے، کتابت کے مراحل سے گزر چکی ہے۔

میگزین سائز کے ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ سندھ یونیورسٹی کے سندھیالوجی کے

شعبے کی طرف سے شائع ہوگی[۴]

مولانا سندھی مرحوم کی سیاسی زندگی کے باب میں یہ ایک اہم ترین ماخذ ہے جو لوگوں کے علم میں آسکے گا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"خدا کرے مولانا عبیداللہ کی ذاتی ڈائری ..... جلد از جلد منصۂ شہود پر آجائے تاکہ ان کی سیاسی تحریک کے بہت سے گوشے بے نقاب ہوسکیں[۵]۔"

سرو راجی نظام

یہ مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کا ایک تاریخی سیاسی منشور ہے جو انھوں نے ستمبر ۱۹۲۴ء میں استنبول (ترکی) سے ایک کتابچے کی شکل میں شائع کیا تھا۔ اس کا پورا نام اس طرح ہے :-

نیشنل کانگریس میں تحریک آزادی کا دوسرا دور

یعنی

کانگریس کمیٹی کابل کا سرو راجی پروگرام

اور

مہا بھارت سرو راجیہ پارٹی کا پروگرام

مولانا مرحوم نے یہ سیاسی منشور پہلے اردو میں اور پھر انگریزی میں شائع کیا تھا۔ مولانا نے اسے ہندوستان بھیجنے کا انتظام بھی کیا تھا لیکن حکومت کو اس کا علم ہوگیا اور عام اشاعت سے پہلے ہی اس کی تمام کاپیاں ضبط کرلی گئیں اور اس کے اصل و ترجمہ کا داخلہ ملک میں ممنوع قرار دے دیا۔

اس کے انگریزی ترجمے میں بعض تبدیلیاں کردی گئی تھیں۔ یہ مولانا سندھی مرحوم کی ایک نہایت اہم تحریر ہے، جس میں انھوں نے آزاد ہندوستان کے لیے اس منشور کی صورت میں اپنے

---

[۴] معلومات ماخوذ از مکتوب سامی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب (صدر شعبہ اردو و فارسی، سندھ یونی ورسٹی، حیدرآباد) بنام راقم، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۷۳ء

[۵] التمام المحمود از مولانا عبیداللہ سندھی، مرتبہ مولانا عبداللہ لغاری ۱۹۵۹ء، حیدرآباد، صفحہ ۸

مطالعے اور افکار کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ ہندستان تشریف لانے کے بعد مولانا مرحوم کی حیاتِ مستعار کے آخری ایام جن مساعی و افکار کی تعلیم و اشاعت میں بسر ہوئے وہ حصول آزادی کے بعد اسی نظام کو بروئے کار لانے کے لیے تھے۔ جمنا، نربدا، سندھ ساگر پارٹی کا قیام اسی غرض سے تھا اور اس کی تمام تر کوششیں اسی سیاسی منشور کے دائرے میں تھیں۔

اس پروگرام کے آخر میں مولانا عبید اللہ سندھی اور ظفر حسن ایبک کے کانگریس سوراجیہ کمیٹی کابل کے صدر اور سیکریٹری کی حیثیت سے دستخط ہیں۔ پروفیسر محمد سرور صاحب نے اس منشور کو مولانا کے مطالعے، مشاہدے، تجربات اور غور و فکر کا سیاسی ماحصل قرار دیا ہے اور لکھا ہے:-

> "اس کی بعض بنیادی باتیں آج بھی اتنی انقلابی اور قبل از وقت معلوم ہوتی ہیں کہ انھیں عوام کے سامنے پیش کرنے کی ہم میں سے شاید ہی کسی کو ہمت ہو"[1]

اِس نظام کے اصول و مقاصد میں سب سے پہلے یہ صراحت کی گئی کہ ہندوستان مختلف ممالک کا مجموعہ ہے اور یہ کہ اسے ایک ملک فرض کر کے نئے ہندوستانی واحد قومیت کو پیدا کرنے کی کوشش کو اساس آزادی نہ بنایا جائے۔ نیز ہندوستان میں بسنے والی اقوام کو ایک فیڈرل نظام میں جمع کیا جائے۔ اس پروگرام کی چند شقیں یہ تھیں:-

(۱) فوائد عامہ کے تمام ذرائع قومی ملکیت قرار دیئے جائیں گے[2]

(۲) انفرادی ملکیت (منقولہ و غیر منقولہ) محدود کر دی جائے گی۔ یعنی حد سے زیادہ جائداد قومی ملکیت قرار پائے گی۔

(۳) سوراجیہ ہند کی ان جمہوریتوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، پارٹی فاروق اعظم کے فیصلے کے مطابق زمینداروں کو ملکیت اراضی چھوڑنے پر اور امام ابو حنیفہ کے فیصلے کے مطابق مزارعت (بٹائی پر کاشت) چھوڑنے پر مجبور کرے گی۔

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی، ۱۹۷۲ء، سندھ ساگر اکادمی، لاہور، صفحہ ۶۰

[2] مولانا سندھی مرحوم صرف چھوٹے پیمانے کی ذاتی ملکیت کے تصور کے قائل تھے۔ اس کی تشریح خود مولانا نے کر دی ہے۔

اس منشور میں مذہب کے متعلق مندرجۂ ذیل دفعات خاص اہمیت رکھتی ہیں :-

(۱) ہرایک سروراجیہ جمہوریہ[1] اپنی اکثریت والی آبادی کے مذہب کو اپنا اسٹیٹ مذہب بنا سکتی ہے۔ اگر اس مذہب کے رہنما اپنے مذہب کا ایسا مجموعہ پیش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو مہا بھارت سروراجیہ کمیٹی کے فیصلے میں سروراجیہ جمہوریہ کے سیاسی و اقتصادی اصول اساسیہ کے خلاف ارتجاعی مواد سے پاک ہو۔ اس صورت میں لازمی طور پر اس جمہوریت کا پریذیڈنٹ اسی مذہب کے پیروکاروں سے منتخب ہوگا۔

(۲) اشاعت مذہب کے لیے کسی مذہب کو سرکاری امداد نہ دی جائے گی۔

اس پروگرام میں پان اسلام ازم یعنی اتحاد عالم اسلام کی تحریکوں سے بھی علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ صراحت کی گئی ہے کہ

"پارٹی کسی انٹرنیشنل مذہبی اجتماع مثلاً خلافت اسلامیہ کو تسلیم نہ کرے گی۔"[2]

کابل میں سات سال

صفحات :- ۱۱۲ - اشاعت :- ۱۹۵۵ء - مطبع :- گیلانی الیکٹرک پریس لاہور - ناشر :- سندھ ساگر اکادمی لاہور

یہ کتابچہ ایک مختصر تاریخی یادداشت پر مشتمل ہے جو مولانا سندھی مرحوم نے کابل پہنچنے سے لے کر، کابل سے ماسکو روانگی (۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء) کے حالات و واقعات افغانستان اور اپنے سیاسی مشاغل کے تذکرے میں بہ زمانہ قیام مکہ مکرمہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ (اکتوبر ۱۹۳۳ء) میں تحریر فرمائی تھی۔

اس میں آٹھ ابواب یا مضامین ہیں، پہلے باب میں ہندوستان سے روانگی اور کابل پہنچنے تک کے حالات ہیں، دوسرے باب میں افغانستان کی تاریخ اور اس کی سلطنت کی موقتہ حالت کا تعارف ہے، تیسرے باب میں ارکان حکومت سے اپنی ملاقاتوں کی تفصیلات ہیں۔ چوتھے

---

[1] مولانا سندھی مرحوم نے ہندوستان میں بہت سی جمہوریتیں تجویز کی تھیں، ان میں سے ہرایک کو سروراجیہ کا نام دیا۔

[2] افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھیؒ صفحہ ۵۲، ۵۰۔

باب میں ہندوستان مشن کی آمد اور اس کے مقصد کا تذکرہ ہے۔ پانچویں باب میں کابل میں حکومت موقتہ ہند کے قیام کی تاریخ ہے، چھٹے باب میں ان مشنوں کا تذکرہ ہے جو حکومت موقتہ کی طرف سے روس، ترکی اور جاپان کو بھیجے گئے تھے، ساتویں باب میں امیر امان اللہ خاں سے ملاقات و تعارف کی روداد ہے اور آٹھویں باب میں کابل سے ہجرت اور اس کے پس منظر سے پردہ اُٹھایا گیا ہے۔ اس طرح ۸۹ صفحے پر یہ تاریخی یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔ آخر میں ناشر نے مولانا سندھی مرحوم کے خود نوشت حالاتِ زندگی بھی شامل کر دیئے ہیں جو مولانا مرحوم نے آخری زمانہ قیام مکہ معظمہ میں قلم بند فرمائے تھے اور ہندوستان میں سب سے پہلے روزنامہ انقلاب لاہور میں ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء کو شائع ہوئے تھے۔

یہ پورا کتابچہ مولانا سندھی مرحوم کے قلم سے ہے، اس لیے ان کے حالات میں نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ زیرِ نظر اشاعت پر محمد سرور صاحب کا نہایت مفید مقدمہ ہے جس سے مولانا سندھی کے کابل مشن اور اس کی اہمیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

مولانا مرحوم کی یہ تاریخی یادداشت "ذاتی ڈائری" کے نام سے بھی ۱۹۴۶ء میں لاہور سے چھپ چکی ہے۔ اس کے شروع میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ کا ایک اختلافی مضمون بھی شامل ہے۔ یہ اشاعت مدت ہوئی میری نظر سے گزری تھی۔ اس وقت پیشِ نظر نہیں ہے۔

کانگریس کی قدر و قیمت حضرت مولانا عُبید اللہ سندھی کی نظر میں

مرتب:۔ مخدوم محمد یوسف

صفحات:۔ ۳۲۔ مطبع:۔ منظور عام برقی پریس پشاور ناشر:۔ مرکز اشاعت پاکستان، پشاور۔

تقسیمِ ملک سے قبل کانگریس کی مخالفت میں مولانا سندھی کی تحریروں کے مختلف ٹکڑے جوڑ کر ایک کتابچہ بنا دیا گیا ہے۔

مقالات مولانا عُبید اللہ سندھی

میرے علم کے مطابق مقالات کا یہ مجموعہ شائع نہیں ہوا۔ مکتبہ بیت الحکمت کے ایک اشتہار میں اسے "زیرِ طبع" لکھا گیا ہے۔ اشتہار میں ہے:۔

"ہندوستان اور بین الاقوامی سیاست، حکمت اور حالات حاضرہ پر مولانا

کے بصیرت افروز مضامین جو آپ نے خود قلم بند کرائے" سلہ

اشتہار کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقالات اول و دوم دو حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی اور ان کے ناقد از مولانا سعید احمد اکبر آبادی

صفحات :- ۲۸۷ - اشاعت :- ۱۹۴۶ء - مطبع :- مرکنٹائل پریس لاہور - ناشر :- سندھ ساگر اکادمی، لاہور

محمد سرور صاحب کی کتاب" مولانا عبیداللہ سندھی - حالات زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار" شائع ہوئی تو مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم نے ایک سخت تنقیدی مضمون لکھا جو شاید اتفاق سے ستمبر ۱۹۴۴ء کے "معارف" اعظم گڑھ کے اسی پرچے میں چھپا جس میں مولانا سندھی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ کے قلم سے تعزیت میں "ایک سطر" بھی شائع ہوئی تھی۔ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے نہایت درجہ عقیدت کیش اور جماعت اسلامی کے نہایت سرگرم کارکن اور قلم کار تھے۔ مرحوم نے اس مضمون میں کفر، الحاد، فسق، بے دینی، ارتداد وغیرہ کا کوئی ایسا الزام نہ تھا جو انھوں نے مولانا سندھی مرحوم پر نہ لگایا ہو۔ یہ تنقید اپنے مطالب ہی کے لحاظ سے گمراہ کن نہ تھی، بلکہ اس کا لب و لہجہ بھی انتہائی غضب آلود، اشتعال انگیز اور جارحانہ تھا۔ مولانا سندھی مرحوم کے نیازمندوں کو اس مضمون سے جو دلی تکلیف ہوئی ہوگی، وہ ظاہر ہے۔

اس مضمون کے جواب میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایڈیٹر ماہنامہ برہان دہلی نے قلم اٹھایا اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ مولانا مسعود عالم ندوی کے ایک ایک الزام کو موضوع بنا کر اس کا نہایت مدلل اور مسکت جواب تحریر فرمایا، جس میں قرآن حکیم، احادیث نبوی، آثار صحابہ اور سب سے آخر میں حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریروں کے اقتباس پیش کرکے ثابت کر دیا کہ مولانا سندھی مرحوم نے جو کچھ فرمایا ہے، وہی صحیح ہے اور فاضل نقاد کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

سلہ اشتہار بر صفحہ آخر گرد پوش "دستور انقلاب" ناشر مکتبہ بیت الحکمت لاہور

مباحث کے خاص عنوانات یہ ہیں :-

"ہندوستانی قومیت ، وحدتِ انسانیت ، وحدتِ ادیان اور اسلام ، قرآنی حکومت ، رسوم مذاہب ، دینِ اسلام کی عالمگیریت ، وحدت الوجود ، اسلام اور قومی رجحانات ، عربوں کی فضیلت ، کیا اسلام قومیت کا منکر ہے ؟ ، تحویلِ قبلہ کی مثال ، تشریع احکام اور بین الاقوامی خصوصیات ، قومی قانون ، فقہِ حنفی ، سُنّت ، احکام قرآن کی ابدیت ، مسئلہ خلقِ قرآن ، اکبر کا دینِ الٰہی ، اشتراکیت "

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا یہ جواب برھان دہلی کی چند قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ محمد سرور صاحب نے اسے مرتب کرکے سندھ ساگر اکادمی کی طرف سے اس کی اشاعت کا انتظام کردیا۔ اور یہ بہت اچھا کیا کہ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کی زیرِ بحث تنقید بھی کتاب کے آخر میں شامل کردی۔ آج بھی کوئی صاحب اس اشتعال انگیز تحریر کا مطالعہ کرنا چاہے تو بآسانی کرسکتا ہے ۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا یہ مضمون محمد سرور صاحب کی کتاب کی ایک نہایت لاجواب شرح بن گئی ہے ، اس سے مولانا سندھی مرحوم کے افکار کے پس منظر اور ان کی اساس و ماخذ کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے ۔ مولانا اکبر آبادی نے اس کتاب میں مولانا سندھی مرحوم کا نہایت کامیاب دفاع کیا ہے اور ان سے عقیدت کا حق ادا کردیا ہے ۔

مولانا عبید اللہ سندھی ۔ حالاتِ زندگی ، تعلیمات اور سیاسی افکار پروفیسر محمد سرور

صفحات :- ۴۶۴ - اشاعت سوم :- ۱۹۶۷ء - مطبع :- نقوش پریس لاہور - ناشر :- سندھ ساگر اکادمی لاہور

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے حالاتِ زندگی ، تعلیمات اور سیاسی افکار میں محمد سرور صاحب کی یہ اہم کتاب ہے جو پہلی دفعہ ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی تھی ، اس وقت حضرت مولانا حیات تھے اور بقول مصنف " انھوں نے اس کتاب کو پڑھا اور پسند فرمایا " اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۷ء سے قبل چھپا تھا اور جلد ہی ختم ہوگیا۔ پھر ایک مدت تک یہ کتاب نایاب رہی پیشِ نظر ایڈیشن تیسرا اور اس وقت تک آخری ایڈیشن ہے ۔

۱۹۳۸ء میں جب کہ مولانا مرحوم حجاز مقدس میں تشریف فرما تھے، انھوں نے جامعہ ملیہ دہلی کے پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کو لکھا کہ ان کے پاس جامعہ کا ایک مستعد استاذ بھیج دیا جائے جو انھیں ان کے افکار کی ترتیب میں مدد دے۔ یہ سعادت جامعہ کے پروفیسر محمد سرور صاحب کے نصیب میں لکھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے انھیں مولانا سندھی مرحوم کے پاس مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء کے اواخر سے ۱۹۴۱ء کے اوائل تک جو باتیں انھوں نے مولانا کے حضور رہا میں رہ کر ان کے حالات، تعلیمات اور سیاسی افکار کی اخذ کی تھیں انھیں نہایت سلیقے کے ساتھ مرتب کردیا۔ استفادے کی صورت کے بارے میں سرور صاحب لکھتے ہیں :-

"مولانا عبیداللہ صاحب سندھی دیارِ حرم میں تشریف فرما تھے، خاکسار مُصنف ان کی خدمت میں پہنچا۔ موصوف ہندوستان آئے تو راقم الحروف بھی وطن لوٹ آیا۔ یہاں ایک عرصے تک مصنف کو مولانا کی خدمت میں بیٹھنے اور ان سے استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ معمول یہ تھا کہ جب کبھی مجھے مولانا کی مجلس میں بار ملتا، آپ میری استعداد کے مطابق کسی موضوع کا انتخاب فرما لیتے اور اس پر گفتگو کرتے، میں چپ بیٹھا سُنتا رہتا۔ کبھی کوئی بات واضح نہ ہوتی تو میں سوال کی جُرات کرتا، آپ نہایت شرح وبسط سے اس کا جواب دیتے اور ایک ایک نقطے کی پوری وضاحت فرماتے بعض دفعہ یہ صحبت تمام تمام دن جاری رہتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ مولانا نمازِ مغرب کے بعد جو بیٹھے تو ساری رات تعلیم وارشاد فرماتے گزار دی۔

مجلس ختم ہوتی تو میں مکان پر آکر مولانا کے ان ارشادات کو اپنی یادداشت سے قلم بند کرلیا کرتا۔ مولانا کے حضور میں کچھ لکھنا ممکن نہ تھا۔ ایک دو دفعہ میں نے کوشش بھی کی لیکن ایک تو اس طرح لکھنے سے مولانا کے انہماک اور یکسوئی میں خلل آتا اور دوسرے گفتگو اتنی مؤثر اور دل و دماغ کو مسحور کرنے والی ہوتی کہ ذہنی تاثرات کو اسی وقت قیدِ تحریر میں

لانا میرے لیے مشکل ہو جاتا۔ ناچار مجھے اپنے حافظے ہی پر انحصار کرنا پڑتا۔
معلوم نہیں مولانا کی گفتگو پوری طرح ضبط کرنے میں مصنف کس حد تک کامیاب
ہو سکا ہے اور پھر اس کا بھی قوی امکان ہے کہ وہ اپنے قصور فہم کی بنا پر
مولانا کی کسی بات کو سمجھنے میں قاصر رہا ہو۔"

اس اقتباس کی آخری سطروں میں سرور صاحب نے جو کچھ کہا، بلاشبہ انھیں یہی کہنا چاہیے تھا، لیکن چونکہ یہ کتاب مولانا مرحوم کی زندگی میں چھپ گئی تھی اور مولانا کی نظر سے یہ کتاب گزر گئی تھی اور مولانا اس پر اظہار پسندیدگی بھی فرما چکے تھے۔ اس لیے مولانا مرحوم کے حالات، تعلیمات اور سیاسی افکار میں یہ کتاب صرف تاریخی اہمیت ہی نہیں رکھتی بلکہ ایک مستند بنیادی ماخذ کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

اس میں پیش لفظ، مقدمہ اور مولانا کے حالاتِ زندگی کے بعد تاریخ، سیاست، مذہب، تصوف، اسلامی ہند کی بعض شخصیات، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کی سیاسی تحریک وغیرہ، اٹھارہ موضوعات پر مولانا کے افکار و تعلیمات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ تمام عنوانات یہ ہیں:-

"وحدتِ انسانیت، خدا پرستی ــ انسان دوستی، جہاد ــ انقلاب، انسانیت کے بنیادی اخلاق، تصوف، اسلامی تصوف، نظریۂ تمدن، تاریخ اسلام پر ایک نظر ــ پس منظر اور ابتدائی دور، مسلمانوں کی قومی حکومتوں کا دور، اسلامی افکار میں قومی اور ملکی رجحانات، اسلامی ہندوستان، اکبر اعظم، اورنگ زیب عالمگیرؒ، شاہ ولی اللہؒ، ولی اللّٰہی سیاسی تحریک، انڈین نیشنل کانگریس، ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل۔"

آخر میں مولانا سندھی مرحوم کے اس سیاسی منشور کا خلاصہ بھی شامل کر دیا گیا ہے، جو خطبات و مقالات میں "ایک تاریخی سیاسی منشور" کے عنوان سے شامل ہے۔ یہ منشور مولانا نے ۱۹۲۴ء میں ترکی سے اردو اور انگریزی میں شائع کیا تھا۔

مولانا عبید اللہ سندھی کی خود نوشت سوانح عمری

میرے علم کے مطابق یہ خود نوشت شائع نہیں ہو سکی۔ بیت الحکمت کے ایک اشتہار میں

اسے "زیرِ طبع" ظاہر کیا گیا ہے۔ اشتہار کے الفاظ یہ ہیں :-

"مولانا عبید اللہ سندھی کی خود نوشت سوانح عمری مع دیگر حالات
جو مختلف معتبر ماخذوں سے لیے گئے ہیں" [1]

تحریک و فلسفۂ ولی اللّٰہی

التمہید لائمۃ التجدید

بڑے سائز کے ستر صفحات پر عربی زبان میں مولانا سندھی مرحوم کی یہ ایک قلمی کتاب ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ یہ کتاب امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خانوادہ علمی بشمول اکابر و اسلاف دیوبند کے افادات و افکار متعلق فقہ، اصولِ فقہ، اجتہاد وغیرہ کے علاوہ ان حضرات کی شخصیت اور تحریک ولی اللّٰہی میں ان کے مقام کے تعارف و تذکرہ پر مشتمل ہے۔

اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، اسلام آباد کی لائبریری میں مولانا مرحوم کے اصل مخطوطے کی ایک نقل ہے جو ان کے کسی شاگرد نے تیار کی ہے۔ اس کی تقطیع "½۷ × "۱۱ حوض "½۴ × ½۷ صفحات ۷۰ اور فی صفحہ ۱۹ سطریں ہیں [2]

حضرت شاہ ولی اللہؒ سے متعلق مولانا سندھی کی کتابوں کے حواشی اور دیگر تحریروں میں اس کے حوالے بہت کثرت سے آتے ہیں۔ یہ کتاب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریک اور ان کی حکمت و فلسفہ کے مطالعے میں یہ ایک نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

التمہید لتعریف ائمۃ التجدید مرتب :- مولانا ابو سعید غلام مصطفیٰ قاسمی
صفحات :- ۲۸۷ اشاعت اول :- ۱۹۷۶ء مطبع :- سندھ یونی ورسٹی پریس، حیدرآباد (سندھ)

---

[1] اشتہار برصفحہ آخر گردپوش دستورِ انقلاب، ناشر مکتبہ بیت الحکمت لاہور

[2] دوسرے پیراگراف کی معلومات جناب مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب کے ایک خط بنام راقم مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۲ء سے ماخوذ ہیں۔

ناشر:- سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد (سندھ)

مولانا سندھی کی ایک نادر کتاب جو ان کے معارف میں اس وقت تک سب سے آخری کتاب ہے جو شائع ہوئی ہے۔ اس میں حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خانوادے کے حالات اور ان کے علوم وکتب کے اسانید اور ائمہ وشیوخ کا تذکرہ ہے۔ مولانا ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی نے اسے نہایت عرق ریزی سے مرتب کیا، مفید حواشی تحریر فرمائے، نصوص کی تخریج فرمائی اور نہایت مفید اور عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا اور اس میں اس کتاب کے موضوع اور اہمیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ھٰذا الکتاب یحتوی علی تذکرۃ حجۃ اللہ الشیخ الامام ولی اللہ الدھلوی وعائلتہ وعلی اسانید العلوم والکتب و الطرق الی الائمۃ والشیوخ وعلی المباحث النفیسۃ من تفسیر معنی الفقہ ومراتب الفقہاء ومایرجع الی تطبیق مسالکھم وتعیین الجادۃ القویمۃ ومن تطورات الحکومات الاسلامیۃ فی الھند وغیرھا۔"

شاہ ولی اللہؒ اور اُن کا فلسفہ

صفحات:- ۲۶۰ - اشاعت چہارم:- ۱۹۷۰ء - مطبع:- استقلال پریس لاہور - ناشر:- سندھ ساگر اکادمی، لاہور

اِس کے صفحات کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:-

۱۔ فہرست مضامین اور دیباچہ ومقدمہ	از پروفیسر محمد سرور	ص ۱ تا ۲۶
۲۔ کتاب کا متن	از مولانا سندھی مرحوم	ص ۲۷ تا ۲۳۳
۳۔ ضمیمہ جات	از مولانا نور الحق	ص ۲۳۳ تا ۲۶۰

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کا یہ ایک مقالہ ہے جو الفرقان، بریلی (حال لکھنؤ) کے "شاہ ولی اللہ نمبر" میں "امام ولی اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ مولانا نے اسے اپنے ایک شاگرد اور اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر مولانا نور الحق علوی کو املا کرایا اور

پھر اسے اشاعت کے لیے دے دیا۔ علوی صاحب نے اس پر حواشی تحریر فرمائے، کتابوں کے حوالوں کا اضافہ کیا، رتبات کا تعین کیا۔

مولانا مرحوم کا یہ مقالہ علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا اور بعض حضرات نے اگرچہ اس کے بعض مقامات پر تعبیر کی غرابت کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن شاہ صاحب کی حکمت کے تعارف کے لیے اسے بنیادی لٹریچر بھی تسلیم کیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ ولی اللّٰہی حکمت پر مولانا کی نظر بہت گہری ہے۔

سرور صاحب پیش لفظ میں لکھتے ہیں :-

"حضرت مولانا سندھی نے اس مقالے میں امام ولی اللہ کی حکمت کا تعارف کرایا ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ ولی اللّٰہی حکمت کے معارف کو سمجھنے سمجھانے میں جو شغف حضرت مولانا کو رہا ہے اور اس ضمن میں جس قدر تحقیق و کاوش آپ نے فرمائی اور اپنی عمر کا ایک طویل زمانہ اس کام میں صرف کیا، اس کی ہندوستان میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔"

مولانا محمد منظور نعمانی نے اس سلسلے میں لکھا تھا :-

"چند مقامات میں تعبیر کی غرابت و نکارت اور ایک آدھ جگہ مولانا (سندھی) کی منفردانہ رائے سے قطع نظر یہ مقالہ "شاہ صاحب کی حکمت کا اجمالی تعارف" ہی نہیں، بلکہ فی الحقیقت آپ کے علمی کام (تجدید فی العلوم الشرعیہ) سے واقفیت اور علی وجہ البصیرت واقفیت کے لیے اس میں کافی سامان ہے اور ولی اللّٰہی علوم و معارف کے لیے بجا طور پر اس مقالے کو بنیادی لٹریچر قرار دیا جاسکتا ہے۔ نیز اس کے مطالعے کے بعد ہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ولی اللّٰہی حکمت پر مولانا کی نظر کس قدر گہری ہے اور شاہ صاحب کے علوم و معارف کا انھوں نے کس قدر عمیق مطالعہ فرمایا ہے۔"

مولانا سید سلیمان ندوی نے یہ مقالہ پڑھ کر اس رائے کا اظہار فرمایا تھا:۔

"مولانا سندھی کے مضمون کو میں نے بغور پڑھا اور اس یقین کے ساتھ ختم کیا کہ بیشک مولانا کی نظر حضرت شاہ صاحب کے فلسفے اور نظریات پر نہایت وسیع اور عمیق ہے۔"

مولانا سندھی نے اس مقالے میں چونکہ طبقہ علماء اور خواص کو مخاطب کیا تھا اس لیے اس کی زبان، اندازِ بیان اور مضامین کی ترتیب قدرے مغلق تھی، نیز عربی اور فارسی کی طویل عبارتوں نے اس کو اور مشکل بنا دیا تھا۔ اس لیے محمد سرور صاحب نے اسے استفادۂ عام کے لیے پیش کرنا چاہا تو مولانا محمد نور مرشد مکی سے جو مولانا سندھی کے علوم کے صحیح محافظ اور ان کے واسطے سے ولی اللّٰہی علوم و معارف کے سچے طالب علم تھے، اس کے مشکل مقامات کو سمجھا اور مولانا سندھی مرحوم کے دوران قیام جامعہ ملیہ دہلی میں خود ان سے بھی اس کے مشکل مقالات کو حل کیا اور عربی فارسی عبارتوں کا ترجمہ کر دیا۔

کتابی صورت میں یہ مقالہ خود مولانا سندھی مرحوم کے ایماء سے پہلی بار ۱۹۴۴ء کے وسط میں شائع ہوا تھا۔ اس کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا اور یہی اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔

مولانا کا یہ مقالہ سات ابواب میں منقسم ہے۔ باب اول میں تحصیلی ملکات اور چند خاص اصطلاحات کی تشریح کی گئی ہے اور باب دوم میں تکمیلی ملکات کی تشریح ہے۔ ان چند بنیادی امور کی تشریح و وضاحت کے بعد قرآن مجید، علم حدیث، قرآن کا انٹرنیشنل انقلاب، علم فقہ، تصوف و فلسفہ کے موضوعات پر حضرت شاہ ولی اللہ کے افکار کا تعارف کرایا ہے اور اس عہد میں ان کی رہنمائی کے خطوط واضح کیے ہیں۔

ضمیمہ جات میں جو مولانا نور الحق علوی کی کاوش فکر و نظر کا نتیجہ ہیں، ان شخصیات اور ان کے افکار و علمی خدمات کا تعارف کرایا ہے جن کا مولانا سندھی کی تحریر میں ذکر آیا ہے یا ان کتب کا تعارف اور ان مسائل کی تشریح و وضاحت ہے جن کا ذکر متن میں آیا ہے اور وہاں ان کے تعارف و تشریح کی گنجائش نہ تھی۔